رفیع اللہ

موسیقی کی شرعی حیثیت

(سلسلہ کے لیے دیکھیے ثقافت جولائی ۱۹۶۲ء)

جوازِ موسیقی کے دلائل

قائلینِ حرمت کے دلائل کی تردید کے بعد ہم ان روایات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جن سے موسیقی کی اباحت ثابت ہوتی ہے۔

موسیقی کے جواز میں یہ روایات بہت واضح اور مستند ہیں اور ان کو علامہ سید مرتضیٰ زبیدی نے بھی شرح "احیاء علوم الدین" میں نقل کیا ہے:

۱۔ جاء النبی صلعم فدخل حین بنی علی فجلس علی فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من آبائی اذ قالت احداھن "وفینا نبی یعلم ما فی غد" فقال صلعم دعی ہذا وقولی التی کنت تقولین۔(۱)

ربیع بنت معوذ کہتی ہیں جب میری رخصتی ہوئی تو نبی صلعم تشریف لائے اور اس طرح بیٹھے جس طرح تم میرے سامنے بیٹھے ہو۔ اتنے میں ہماری کچھ باندیوں نے دف بجا بجا کر میرے مقتول آباؤ اجداد کا ندبہ کیا۔ ان میں سے ایک نے ایک مصرعہ یوں کہہ دیا "ہم میں ایک نبی ایسا ہے جو کل کی بات بھی جانتا ہے" آپ نے فرمایا اسے چھوڑ اور وہی کہہ جو پہلے کہہ رہی تھی۔

---

(۱) بخاری باب الضرب بالدف فی النکاح

یہی روایت ترمذی، ابوداؤد، اور ابن ماجہ نے بھی بیان کی ہے۔ ابن ماجہ میں یہ الفاظ زائد ہیں:

کنا بالمدینۃ یوم عاشوراء والجواری یضربن بالدف ویتغنین فدخلنا علی الربیع بنت معوذ فذکرنا ذالک لہا فقالت ......

ہم عاشورہ کے روز مدینہ میں تھے اور کچھ لڑکیاں دف پر گا رہی تھیں۔ پھر ہم ربیع بنت معوذ کے پاس گئے اور ان سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے اپنا بھی واقعہ بیان کیا۔

اس روایت میں دو لڑکیوں کے گانے کا ذکر ہے اور ندبہ میں ان لوگوں کا بھی ذکر ہے جو شہید ہو گئے تھے نیز نبی صلعم کا یہ قول بھی ہے کہ لایعلم مافی غد الا اللہ (کل ہونے والی بات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا)۔

اس روایت سے یہ امور پایۂ ثبوت کو پہنچے کہ نبی صلعم نے شادی کے موقع پر دف کے ساتھ لڑکیوں کا گانا سنا جب وہ غلط کہنے لگیں تو آپ نے اس غلطی کی اصلاح فرمائی اور پہلے کی طرح کہتے رہنے کی اجازت دی۔

۲۔ بخاری میں عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ:

زفت امراۃ رجل من الانصار فقال النبی صلعم یا عائشہ ماکان معکم من لہو فان الانصار یعجبہم اللہو۔

عائشہ صدیقہ نے ایک عورت کی ایک انصاری سے شادی کی جب رخصت کیا تو نبی صلعم نے فرمایا: "اے عائشہ تم لوگوں کے ساتھ کوئی لہو نہ تھا حالانکہ لہو کو انصار پسند کرتے ہیں۔"

اس روایت سے ظاہر ہے اگر لہو حرام ہوتا تو نبی صلعم انصار کے لہو سے دلچسپی لینے پر ناراضگی کا اظہار فرماتے پس ثابت ہوا کہ لہو مباح بھی ہے۔

۳۔ ابن ماجہ میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر ببعض ازقۃ المدینۃ

رسول خدا صلعم مدینے کی ایک گلی سے گزرے تو

فادا ھو بجوار یضربن بدفھن ویغنین ویقلن نحن بجوار من بنی نجار ــ یاحبذا محمد من جار فقال النبی صلعم اللہ یعلم انی لاحبکن

دیکھا کہ کچھ لڑکیاں دف بجا بجا کر گا رہی ہیں "ہم سب بنی نجار کی لڑکیاں ہیں، خوشا نصیب کہ آج محمد صلعم ہمارے پڑوسی ہوئے ہیں۔" آپؐ نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔

یہ روایت بھی اپنے مفہوم میں صاف ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے ان کے گانے بجانے کو پسند فرمایا۔

۴۔ نسائی سائب بن یزید سے اور طبرانی جید سے روایت کرتے ہیں:

ان امراۃ جاءت الی رسول اللہ صلعم فقال یا عائشۃ اتعرفین ہذہ فقالت یانبی اللہ حدثنا قال ہذہ قینۃ بنی فلاں تحبین ان تغنیک فغنّتھا فقال النبی صلعم قد نفخ الشیطان فی منخریھا

ایک عورت نبی کے پاس آئی آپؐ نے پوچھا "عائشہ کیا تم اسے پہچانتی ہو" عائشہ نے کہا "آپ بتائیے میں تو نہیں پہچانتی۔" فرمایا "یہ فلاں قبیلے کی مغنیہ ہے کیا تم اس کا گانا سننا پسند کرو گی۔" اس کے بعد اس نے عائشہ صدیقہ کو گانا سنایا آپ نے فرمایا یہ تو غضب کی گانے والی ہے

"نفخ الشیطان فی منخریھا" کے عام طور پر یہ معانی لیے جاتے ہیں کہ "اس کے نتھنوں میں شیطان نے پھونک ماری ہے" حالانکہ یہ معانی عربی محاورہ سے ناآشنائی کا ثبوت ہیں۔ یہ عربی کا محاورہ ہے منجد اور اقرب الموارد میں ہے:

نفخ الشیطان فی انفہ ای تطاول الی ما لیس لہ۔

نفخ الشیطان فی انفہ کے معنی ہیں "وہ امکان سے بھی آگے بڑھ گیا۔"

پس یہاں بھی نفخ الشیطان فی منخریھا کا مفہوم ہوگا کہ "وہ غضب کی مغنیہ ہے۔" حسن کو جب ہم ایمان سوز اور زہد ربا کہیں تو حسن کی تحقیر مقصود نہیں ہوتی۔ اس لیے اس محاورہ میں بھی شیطان کا لفظ آجانے سے موسیقی کی مذمت نہیں ہو سکتی۔ آخر یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ

نبی صلعم نے خود اس سے گانا سننے کی فرمائش کی تھی اگر گانا حرام ہوتا تو کون ہے جو یہ تصور بھی کر سکے کہ نبی صلعم حرام گانا سنانے کی فرمائش بھی کر سکتے تھے۔ اسی لیے تو ابوالفتوح الغزالی نے فتویٰ صادر کر دیا کہ:

فمن قال ان النبی صلعم سمع حراماً و ما منع من السماع حراما و اعتقد ذلک فقد کفر بالاتفاق۔(۱)

جو شخص یہ کہے اور اعتقاد رکھے کہ نبی صلعم نے حرام سنا اور حرام سننے سے نہیں روکا تو وہ بالاتفاق کفر کا مرتکب ہے۔

(۵) امام غزالی نے حبشیوں کے کھیل کے متعلق روایات تفصیل سے احیاء میں درج کی ہیں۔ جو اس موضوع پر بخوبی روشنی ڈالتی ہیں۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حبشی رقص بھی کر رہے تھے اور گا بھی رہے تھے:

کانت الحبشہ یزفنون بین یدی النبی صلعم و یرقصون محمد عبد صالح۔(۲)

حبشی آپؐ کے سامنے پاؤں مار مار کر ناچتے اور یہ الاپتے تھے "محمد اللہ کے صالح بندے ہیں۔"

(۶) ترمذی احمد بن منیع سے اور ابن ماجہ محمد بن طالب حاطب الجمحی سے نبی صلعم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

فصل ما بین الحلال و الحرام الدف و الصوت۔

جائز اور ناجائز نکاحوں میں دف اور گانے کا فرق ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حرام کاری میں اعلان نہیں ہوتا خفیہ آشنائی ہوتی ہے۔ اور حلال میں گا بجا کر نہ صرف خوشی کا اظہار ہوتا ہے بلکہ تشہیر بھی ہوتی ہے۔

یہ روایت دوسری اسناد میں حضرت عائشہ، جابر، اور ربیع بنت معوذ سے بھی مروی ہے۔ احمد نے اپنی مسند میں اور نسائی نے اپنی سنن میں اسے نقل کیا ہے مشکوات

---

(۱) بوارق الالماع فی تکفیر من یحرم السماع (۲) مسند احمد، ج ۳، ص ۱۵۲

میں بھی یہ روایت نقل ہوئی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں اس کی تصحیح کی ہے۔ اس سے شادی پر صرف دف اور گانے کا جواز ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعض اوقات شادی بیاہ کے مواقع پر یہ چیزیں انتہائی ضروری ہوجاتی ہیں اور کسی وقت ان کے بغیر حلال وحرام کے ملتبس ہونے کا اندیشہ پیدا ہوسکتا ہے۔

۷۔ ترمذی میں بریدہ بن الحصیب سے روایت ہے کہ:

"نبی صلعم جب کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے تو ایک کالی سی لڑکی آپ کے پاس آکر کہنے لگی" یارسول اللہ میں نے منت مانی تھی اگر اللہ تعالیٰ آپ کو سلامتی سے واپس لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجا بجا کر گاؤں گی۔ آپ نے فرمایا منت مانی ہے تو گا بجا لے ورنہ رہنے دے۔ اس کے بعد وہ گاتے بجانے لگی۔ اتنے میں ابوبکرؓ آئے اور وہ بجاتی رہی، عثمانؓ آئے اور وہ بجاتی رہی۔ پھر عمرؓ آئے تو دف کو الٹ کر اس پر بیٹھ گئی۔ آپ نے فرمایا "اے عمرؓ! تم سے تو شیطان بھی ڈرتا ہے۔"

اس آخری فقرہ سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اس عورت کا دف پر گانا بجانا شیطانی فعل تھا جو فاروق اعظمؓ کی تشریف آوری کے بعد ختم ہوا۔ لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ اگر یہ شیطانی فعل تھا تو ابوبکرؓ، عثمانؓ (اور ایک روایت میں علیؓ کا نام بھی ہے) اور خود نبی صلعم نے اس شیطانی فعل کو کیوں برداشت کرلیا؟ پس اس میں اس فقرہ کا مفہوم یہ ہے" اگر تمہارے خوف سے یہ عورت دف الٹ کر بیٹھ گئی تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے کیونکہ تم سے تو شیطان بھی ڈرتا ہے۔" ایسے بہت سے شواہد موجود ہیں کہ فاروق اعظمؓ کے خوف سے بعض لوگوں نے جائز کام بھی چھوڑ دیے۔ مثلاً ایک موقع پر بہت سی عورتیں بآواز بلند نبی صلعم سے گفتگو کر رہی تھیں فاروق اعظمؓ کی آہٹ سنی تو ادھر ادھر چھپ گئیں۔ نبی صلعم کو ہنسی آگئی۔ فاروق اعظمؓ نے ہنسی کا سبب پوچھا تو رسول خدا صلعم نے بتایا کہ ابھی یہ عورتیں بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہی تھیں لیکن جب تم آئے تو سب بھاگیں۔

عمر فاروقؓ نے کہا " اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم رسول اللہ صلعم سے نہیں ڈرتیں اور مجھ سے ڈرتی ہو " عورتوں نے جواب دیا ہاں! کیونکہ تم بہت درشت مزاج ہو "(۱)

اب آپ دیکھتے ہیں کہ بعض بڑے بوڑھوں کی ہیبت محلہ والوں پر اس قدر ہوتی ہے کہ انھیں آتا دیکھ کر بچے کھیل چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ پس یہ کیوں فرض کر لیا جائے کہ رسول اکرم صلعم، ابوبکر صدیقؓ، عثمانؓ اور علیؓ کی موجودگی میں تو ایک فعل مباح تھا مگر عمرؓ کے آتے ہی شیطانی فعل بن گیا؟ پھر یہ بھی دیکھیے کہ اگر یہ منت ناجائز ہوتی تو نبی صلعم صاف کہہ دیتے کہ چونکہ تیری منت ناجائز ہے اس لیے ہم اسے پورا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ ایسی اور بھی مثالیں موجود ہیں۔

ایک مرتبہ ابو اسرائیل نے منت مانی کہ " روزہ رکھ کر دھوپ میں کھڑا رہوں گا اور کسی سے بات نہیں کروں گا " نبی صلعم نے اس منت کو پورا کرنے سے روک دیا اور فرمایا " سائے میں آجا بیٹھ بھی جا اور افطار بھی کر "

سوچیے کہ اگر اس عورت کی منت بھی ناجائز ہوتی تو آپ اسے پورا کرنے کی اجازت ہی کیوں دیتے۔ خود آپؐ کا ارشاد ہے لا نذر فی معصیۃ الرب ولا فی قطیعۃ الرحم ولا فیما لا تملک"(۲) (ایسی کوئی منت صحیح نہیں جس میں خدا کی نافرمانی ہو یا قطع رحمی ہو، جو اپنے قبضہ سے باہر ہو"

ان سے قطع نظر ایک روایت اور بھی ہے جس میں فاروقِ اعظمؓ کا باصرار گانا سننا ثابت ہے۔ علامہ نور اللہ حنفی لکھتے ہیں:

" محمد بن طاہر محدث اپنی کتاب صفوۃ التصوف میں عبداللہ بن ابی ملیکہ سے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کا یہ بیان روایت کرتے ہیں " نبیؐ کے پاس ایک عورت

---

(۱) بخاری و مسلم عن سعید (۲) بخاری و ابوداؤد۔

گا رہی تھی اتنے میں فاروق اعظم رضؓ نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ گانے والی نے اپنی دف کو نیچے ڈال دی اور خود کھڑی ہو گئی جب فاروق اعظم رضؓ آئے تو نبی صلعم ہنس رہے تھے۔ انھوں نے وجہ پوچھی تو آپؐ نے واقعہ بیان فرمایا اس پر فاروق اعظم رضؓ نے کہا "میں تو یہاں سے ٹلنے کا نہیں جب تک وہی نہ سن لوں جو سرور کائناتؐ سن رہے تھے۔ آخر عمر رضؓ نے بھی سنا۔"

اس روایت کو دوسری سند سے خطیب بغدادی نے بھی لکھا ہے اور محدث محمد بن اسحاق فاکہی نے ایک اور سند سے اپنی تاریخ مکہ میں نقل کیا ہے۔ علامہ نور اللہ نے اسناد پر بحث کر کے ابن اسحاق کی سند کو اصح اور سناد قرار دیا ہے۔ اس روایت کو نقل کر کے علامہ نور اللہ لکھتے ہیں:

"اس حدیث کے صحیح ہونے اور اس کی سند کے موثق ہونے میں کوئی شبہ نہیں واضح رہے کہ یہ آیت منکروں کے اوہام کے لیے برہان قاطع کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اہل تعصب کے تمام حیلوں کو ختم کر دیتی ہے جو گانا سننے کے جواز کو عید یا دوسرے جائز مواقع مسرت سے مخصوص کرتے ہیں اور گانے والی کے ڈر اور گریز کو موسیقی کی حرمت کی دلیل سمجھتے ہیں۔ اس امر کے جہالت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس روایت سے اور اس سے پہلی روایت سے یہ ثابت ہے کہ فاروق اعظم رضؓ نے نبی صلعم کی موجودگی میں اصرار کر کے گانا سنا اور دف سنا۔ اس وقت نہ کوئی عید تھی نہ دعوت ولیمہ اور نہ تقریب ختنہ وغیرہ جسے فقہا شرط سمجھتے ہیں۔ اگر یہاں حرمت کا شائبہ ہوتا تو عمر رضؓ اور خود نبی صلعم کیوں سنتے پس جو شخص عمر رضؓ کے سماع کو جھٹلاتا ہے تو وہ گویا صحاح کی حدیث کو جھٹلاتا ہے۔"[1]

علاوہ ازیں علامہ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ "فاروقِ اعظم رضؓ خوات بن جبیر سے ساری

---

(۱) نغمۂ عشاق

بات گانا سنتے رہے۔ اس کے علاوہ بعض روایات میں "ان الشیطان یخاف منک یا عمرؓ" (اے عمرؓ شیطان تجھ سے خوف کھاتا ہے) کا جملہ سرے سے ہے ہی نہیں۔ اس لیے ممکن ہے یہ راوی کا اپنا اضافہ ہو۔

۸۔ ابن ماجہ میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

"عائشہؓ نے اپنی کسی رشتہ دار انصاریہ کا نکاح کرا دیا۔ نبی صلعم تشریف لائے تو آپؐ نے پوچھا "کیا تم لوگوں نے اس لڑکی کو رخصت کر دیا۔" عرض کیا "جی ہاں" فرمایا "کیا کسی گانے والی کو اس کے ساتھ کر دیا تھا" کہا "نہیں" فرمایا "انصار تو عورتوں کے گانے سے دلچسپی رکھتے ہیں کاش تم نے اس لڑکی کے ساتھ کوئی آدمی بھیج دیا ہوتا جو یہ گاتا ہوا جاتا:

اتینا کم اتینا کم فحیونا نحییکم	ہم تمہارے گھر آئے تم ہمارے گھر آئے تم ہم پر
لولا الذہب الاحمر ماحلت بوادیکم	سلامتی بھیجو اور ہم تم پر۔ اگر زر سرخ نہ ہوتا تو تمہارے
لولا الحنطۃ السمراء ماسمنت عذاریکم	ہاں کوئی نہ آتا اور گندم کے دودھیا دانے نہ ہوتے
	تو تمہاری لڑکیاں گداز نہ ہوتیں۔"

طبرانی نے بھی یہی روایت نقل کی ہے آخر میں یہ الفاظ ہیں "تم نے اس کے ساتھ کوئی عورت کیوں نہ کر دی جو ذرا گاتی اور دف بجاتی ہوئی جاتی۔

۹۔ ایک اور روایت حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی بیان کرتے ہیں:

"کسی انصاری نے عائشہؓ کے خاندان میں کہیں شادی کی عائشہؓ نے لڑکی کو رخصت کر دیا تو نبی صلعم نے پوچھا تم نے دلہن کو رخصت کر دیا۔ عرض کیا "جی ہاں" فرمایا "اس کے ساتھ کوئی گانے والا بھی بھیجا؟ انصار تو گانے کو پسند کرتے ہیں۔" عرض کیا "نہیں"۔ نبی صلعم نے زینب سے فرمایا (جو مدینہ میں رہتی تھی اور گاتی تھی) جلدی روانہ ہو کر دلہن کے ساتھ جاؤ۔"

صحابہ کرام اور سماع

ان احادیث سے نبی صلعم کا سماع ثابت ہوا اب صحابہ کرام کے سماع کے متعلق علامہ

سید مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں:

"عبداللہ بن جعفرؓ کا گانا سننا پوری شہرت کے ساتھ ثابت ہے اور تمام ایسے مستند فقہا، حفاظِ حدیث اور مورخین اس واقعہ کو روایت کرتے ہیں جن کا مطالعہ اس معاملہ میں وسیع ہے۔ ابن عبدالبر استیعاب میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر گانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ ابو منصور بغدادی نے اپنے رسالہ میں جس کا موضوع سماع ہے لکھا ہے کہ عبداللہ بن جعفر اپنی جلالتِ شان کے باوجود اپنی باندیوں کو نئی نئی دھنیں بتاتے تھے اور ان سے اپنے بربط پر گانا سنتے تھے۔ زبیر بن بکار اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر ایک مرتبہ جمیلہ کے گھر گانا سننے تشریف لے گئے کیونکہ جمیلہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ کسی کو اپنے گھر کے سوا دوسری جگہ گانا نہیں سنائے گی۔ اس نے انھیں گانا سنایا اور ارادہ کیا کہ اپنی قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے اور ان کے پاس آکر انھیں گانا سنایا کرے مگر انھوں نے اسے اس ارادہ سے باز رکھا۔"[1، 2]

علامہ موصوف آگے چل کر عبداللہ بن زبیر کے متعلق لکھتے ہیں:

"ایک جماعت نے اور نیز شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے اپنی کتاب "السوانح" میں اپنی سند میں وہب بن سنان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "میں نے عبداللہ بن زبیر کو گانا گاتے سنا"۔ ابن زبیر کہتے تھے کہ مہاجرین میں شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہو جو ترنم کا شوق نہ رکھتا ہو۔ امام الحرمین، ابن ابی الدم اور دوسرے مستند مورخین روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر کے پاس بربط بجانے والی لونڈیاں تھیں ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرؓ ان کے پاس گئے تو بربط دیکھ کر پوچھا "یہ کیا ہے"۔ ابن زبیر نے بربط ان کی طرف بڑھا دیا انھوں نے غور سے

---

(۱) نیل الاوطار میں بھی پوری تفصیل سے یہ سب کچھ نقل کیا گیا ہے بلکہ ابن حزم کی ایک روایت بھی نقل کی گئی ہے جس میں ہے کہ ایک شخص چند لونڈیاں بیچنے مدینہ آیا، ابن عمر کو ملا تو وہ اسے ابن جعفر کے پاس لے گئے، ایک لونڈی ساز بجا سکتی تھی ابن جعفر نے اسے خرید لیا۔ (۲) شرح احیاء علوم الدین ج ۶، ص ۵۸ ۴

دیکھ کر کہا "شامی ترازو معلوم ہوتی ہے۔" ابن زبیر بولے "ہاں ترازو ہی تو ہے اس پر عقلیں تولی جاتی ہیں۔" شیخ تاج الدین مزاری نے بھی ابن زبیر کے گانا سننے کی روایت نقل کی ہے۔(۱)"

امیر معاویہؓ بن ابی سفیان سے متعلق لکھتے ہیں:

"ماوردی نے حاوی میں لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن جعفر گانا سننے کے مشغلے میں زیادہ منہمک ہوئے تو معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ ان کے پاس اس مسئلہ پر گفتگو کرنے گئے۔ دونوں پہنچے تو گانے والی لونڈیاں چپ ہو گئیں معاویہؓ نے فرمایا انھیں کہیے کہ اپنا شغل جاری رکھیں۔ انھوں نے گانا شروع کیا تو معاویہؓ کو ایسا لطف آیا کہ وہ اپنا پاؤں تخت پر پٹکنے لگے۔ یہ دیکھ کر عمرو بن العاصؓ نے کہا جسے ملامت کرنے آئے تھے وہ تو آپ سے بہتر حالت میں ہے آپ کی طرح بے خودی اس پر طاری نہیں ہوئی۔ یہ سن کر معاویہؓ نے کہا: چپ رہو عمر! شریف آدمی صاحب جذب وکیف بھی تو ہوتا ہے۔(۲)" ابن قتیبہ نے اس روایت میں گانے کے ساتھ بربط کا ذکر بھی کیا ہے۔

فاروقِ اعظمؓ کے متعلق علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

"خوات بن جبیر کہتے ہیں" ہم لوگ فاروق اعظمؓ کے ساتھ حج کو گئے ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی ساتھ تھے۔ لوگوں نے فاروقِ اعظمؓ سے التجا کی کہ ضرار کے اشعار ترنم سے سنوایئے انھوں نے کہا ابوعبداللہ خوات کو بلا کر کہو کہ اس کے اشعار گا کر سنائے۔ خوات کہتے ہیں یہ شغل ساری رات جاری رہا۔ جب صبح ہونے لگی تو فاروقِ اعظمؓ نے کہا خوات اپنی زبان اب بند کرو صبح ہو گئی ہے۔(۳)"

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں" فاروقِ اعظمؓ تنہائی میں ایک دو شعر گا گا کر پڑھتے

---

(۱) ایضاً (۲) ایضاً نیز کتاب الرخصۃ لابن قتیبہ، کامل للمبرد (۳) استیعاب ج ۱، ص ۱۷۰

تھے[1]۔"

عثمان غنیؓ کے متعلق بھی سن لیجیے:

"عثمانؓ کے پاس دو لونڈیاں تھیں جو انھیں رات کو گانا سناتی تھیں صبح کے وقت آپ انھیں کہتے بس اب استغفار کا وقت ہے[2]۔"

ابو الفرج اصبہانی کا یہ قول علامہ شوکانی نے نقل کیا ہے:

"حسان بن ثابتؓ نے اپنے شعر سازوں کے ساتھ گوا کر سنے[3]۔"

علامہ شوکانی کتبِ تاریخ کے حوالے دیتے ہوئے ان صحابہ کے نام نقل کرتے ہیں جن سے سماع ثابت ہے۔ ہم نیچے فہرست کی صورت میں ان صحابہ کے نام درج کرتے ہیں:

امیر المومنین فاروقِ اعظمؓ	(رواہ ابن عبد البر وغیرہ)
امیر المومنین عثمان غنیؓ	(ماوردی، صاحب البیان)
رافعیؓ	(ابن ابی شیبہ)
عبد الرحمٰن بن عوفؓ	(ابن ابی شیبہ، ابن عبد البر، المبرد، زبیر بن بکار)
ابو عبیدہؓ بن الجراح	(بیہقی)
سعدؓ بن ابی وقاص	(ابن قتیبہ)
ابو مسعود الانصاریؓ	(بیہقی)
بلالؓ	(بیہقی)
عبد اللہ بن ارقمؓ	(ابن عبد البر، بیہقی)
اسامہؓ بن زید	(ابن عبد البر، بیہقی)

---

(۱) التلخیص الحبیر ص ۴۰۸ نیز کامل للمبرد، معرفت للبیہقی الجلیس والانیس نہروانی، معرفت لابن مندہ، الترغیب ابو القاسم اصفہانی (۲) اتحاف السادہ ج ۵، ص ۵۹۴ (۳) نیل الاوطار ج ۸، ص ۱۰۱، نیز کامل للمبرد

حمزۃ رض	(رواہ الشیخان)
ابن عمر رض	(ابن طاہر، ابن حزم، ابن ابی الدم)
براء بن مالک رض	(ابونعیم، ابن دقیق العید)
عبداللہ بن جعفر رض	(ابن عبدالبر وغیرہ)
عبداللہ بن زبیر	(ابوطالب مکی)
حسان بن ثابت رض	(ابوالفرج اصبہانی)
قرظہ بن کعب	(ابن قتیبہ)
خوات بن جبیر رض	(الاغانی)
رباح المعترف رض	(الاغانی)
مغیرہ رض بن شعبہ	(ابوطالب مکی)
عمرو بن العاص	(ماوردی۔ ابن قتیبہ)
ام المومنین عائشہ رض	(صحیح بخاری)
ربیع بنت معوذ رض	(صحیح بخاری)
نعمان بن بشیر	(الاغانی، العقد، شرح المقنع)
عبیداللہ بن عمر رض	(زبیر بن بکار)

اوپر ان صحابہ کے نام دیے گئے ہیں جنھوں نے موسیقی سنی ہے۔ سامنے ان لوگوں کے نام ہیں جنھوں نے ایسی روایات کو اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ بعض مقامات پر صرف کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔

تابعین اور سماع

ابوطالب مکی لکھتے ہیں:

"سعید بن مسیب تقوے میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ اویس قرنی کے بعد سب

سے افضل تابعی ہیں۔ سات فقیہوں میں سے ایک ہیں انھوں نے گانا سن کر اس سے لطف لیا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ سعید بن مسیب ایک مرتبہ مکہ کی ایک گلی سے گذر رہے تھے کہ عاص بن وائل کے گھر سے اخضر کی آواز سنی وہ یہ شعر گا رہا تھا:

تضوع مسکا بطن نعمان اذ مشت
بہ زینب فی نسوۃ خفرات

(جب زینب شرمیلی عورتوں کے جھرمٹ میں چلتی ہے تو وادی نعمان معطر ہو جاتی ہے)۔

سعید بن المسیب اپنا پاؤں زمین پر پٹکنے لگے اور کہا "واللہ یہ وہ گیت ہے جسے سننے سے وجد طاری ہو جاتا ہے۔"[1]

علامہ ابن طاہر لکھتے ہیں:

"سلمہ کہتے تھے میں سالم بن عبداللہ بن عمرؓ کے پاس گیا تو وہاں اشعب شعر گا رہا تھا تین شعر گانے کے بعد سالم نے کہا کچھ اور سناؤ پھر اشعب نے تین اور شعر سنائے اس پر سالم نے کہا اگر بات مشہور ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تمھیں بڑا معقول انعام دیتا اور تمھارا اچھا خاصا مقام ہو جاتا۔"[2]

صاحب آغانی کہتے ہیں:

"عبدالعزیز بن عبدالمطلب قاضی مکہ، خارجہ بن یزید فقہائے سبعہ کے دوسرے فرد اور عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت ایک دعوت میں بلائے گئے ان میں حسان بن ثابت بھی تشریف لائے تھے۔ ان کی بینائی اس وقت جاتی رہی تھی۔ کھانے سے فراغت ہوئی تو میزبان نے دو لڑکیوں کو بلایا ہر ایک کے پاس بربط تھا۔ انھوں نے بربط پر عجیب انداز سے حسانؓ بن ثابت کے اشعار گانے شروع کیے۔ لڑکیاں گاتی جاتی تھیں اور حسانؓ رو رو کر

---

(۱) قوت القلوب نیز تلبیس ابلیس جوزی، اوائل الذیل ابن سمعانی، معجم طبرانی (۲) ابن طاہر، نیز اوائل الذیل ابن سمعانی۔

کہہ رہے تھے اس وقت میں اپنے آپ کو بینا محسوس کرتا ہوں۔ جب لڑکیاں چپ ہو جاتیں تو حسان کی آنکھیں بھی تھم جاتیں اور جب وہ گانے لگتیں ان کی آنکھیں بہنے لگتیں"[۱]۔

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

"الادفوی نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز خلافت سے پہلے موسیقی سنا کرتے تھے"[۲]۔

ابو منصور بغدادی لکھتے ہیں "قاضی شریح اپنی عظمت و بزرگی کے باوجود نئی نئی دھنیں ایجاد کرتے اور گانے والی لونڈیوں سے سنا کرتے تھے"[۳]۔

عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر المعروف بہ ابن ابی عتیق اس پایہ کے بزرگ ہیں کہ صحیحین میں ان کی روایتیں موجود ہیں ان کے متعلق ابو منصور بغدادی لکھتے ہیں:

"ان کا سماع اس قدر مشہور و معروف تھا کہ تمام محدثین و مؤرخین اسے جانتے تھے۔ وہ اپنے زہد و تقویٰ کے باوجود سماع کے معاملہ میں بڑے آزاد تھے"[۴]۔

مشہور و معروف ماہر علم سنن و آثار، زاہد و متقی عالم علامہ عطار بن ابی رباح کے متعلق لکھا ہے:

"وہ آوازوں کی فنی تقسیم ثقیل اولیٰ اور ثقیل ثانی اور ان کے علاوہ دوسری دھنوں میں کر سکتے تھے"[۵]۔

اسی طرح سعید بن جبیر، عامر الشعبی، محمد بن شہاب زہری اور سعد بن ابراہیم الزہری کا موسیقی سننا بھی ثابت ہے[۶]۔

---

(۱) کتاب الاغانی نیز تذکرہ حمدونیہ ابن مرزبان، مبرد (۲) ابن خلکان، ج ۱ ص ۳۶۰

(۳) قول ابن عبدالبر بحوالہ تہذیب التہذیب، ج ۶، ص ۴۱۰ (۴) رسالہ سماع، منصور بغدادی۔

(۵) تاریخ خطیب بغدادی، الامتاع۔

تبع تابعین اور سماع

مشہور محدث عالم فقیہ اور زاہد عبدالملک بن جریج نہ صرف موسیقی سنا کرتے تھے بلکہ اس علم میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ مفتی مدینہ، امام مالک کے مشہور شاگرد عبدالملک بن ماجشون بھی موسیقی کے رسیا تھے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں "جب وہ میرے پاس آئے تو ان کے ساتھ گویا بھی تھا بڑے محدث اور بڑے فصیح تھے"[۱] فقیہ ایسے تھے کہ فتوے انہی کے چلتے تھے یا ان کے والد کے تاہم موسیقی کے رمز آشنا تھے"[۲]۔

عبداللہ بن مبارک بھی گانا سنتے تھے۔"[۳] امام اعظم کے مشہور شاگرد امام داؤد الطائی کے علم و تقویٰ سے کون ناواقف ہے مگر ان کے متعلق خطیب بغدادی لکھتے ہیں:

"وہ موسیقی کی محفلوں میں شریک ہوتے تھے ان کی کمر جھک گئی تھی مگر موسیقی سن کر ان کی طاقت عود کر آتی اور جوش میں کمر سیدھی ہو جاتی تھی۔"[۴]

قاضی ابو یوسف بھی جن پر مذہب حنفیہ کا دارو مدار ہے گانا سنتے تھے۔ محمد کرد علی لکھتے ہیں:

"ہارون الرشید کی موسیقی کی محفلوں میں اکثر قاضی ابو یوسف بھی شریک ہوتے تھے اور ان پر نشاط کی بجائے اس انداز کا گریہ طاری ہوتا تھا جیسے ان کا ذہن موسیقی نے انجام اخروی کی طرف منتقل کر دیا ہو۔"

مصنف مذکور علامہ احمد بن ابی داؤد کا قول نقل کرتے ہیں:

"اگر میں معتصم کے پاس مخارق کا گانا سنوں تو مجھ پر گریہ طاری ہو جاتا ہے کیوں نہ ہو اچھی آواز پر تو بہائم بھی لپکتے ہیں"[۵]۔ مشہور فقیہ محمد بن اسحاق بن سلیم قاضی قرطبہ

---

(۱) ابن خلکان ج ۱، ص ۲۶۰ (۲) قول ابن عبدالبر بحوالہ تہذیب التہذیب ج ۶

بھی گانا سنتے تھے۔[1]

مشہور قاضی فقیہہ، محدث اور شیخ الصوفیہ ابوطالب مکی نے تو سماع کے حق میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے اور اپنے سماع کا وہ خود بھی اعتراف کرتے ہیں[2]۔

فقہا اور موسیقی

امام اعظم کا ذکر مبارک تابعین میں ہونا چاہیے تھا۔ مگر ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ انھیں فقہا کی فہرست میں رکھا جائے کیونکہ عوام میں امام صاحب کی یہ حیثیت زیادہ معروف ہے۔ علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

ولا النص لابی حنیفہ واحمد علی التحریم ونقل عنہما انہما سمعاہ[3]	امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل سے کسی ظاہر روایت میں سماع کی حرمت ثابت نہیں۔ ان کا سننا ثابت ہے۔

صاحب ہدایہ نے ایک جگہ لکھا ہے:

"جو شخص دعوت ولیمہ یا اور کسی قسم کی دعوت پر بلایا جائے اور وہاں راگ یا کوئی اور کھیل ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہاں بیٹھے یا کھانا کھائے۔ امام صاحب نے کہا میں بھی ایک مرتبہ ایسی مجلس میں پھنس گیا تو صبر سے بیٹھا رہا"[4]۔

یہ واقعہ نقل کر کے صاحب ہدایہ نے کہا "ابتلیت (پھنس گیا تھا) کا لفظ حرمت ملاہی پر دلالت کرتا ہے" مگر یہی صاحب ہدایہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"غازیوں کا طبلہ اور شادیوں میں دف بجانا مباح ہے اگر کوئی شخص انھیں توڑ

---

(۱) قوت القلوب، ج ۲ ص ۶۱ (۲) ابطال دعوی الاجماع فی تحریم مطلق السماع ص ۴۲ نیز دلیل الطالب علی ارجح المطالب۔

(۳) ہدایہ ج ۴، کتاب الکراہیۃ نیز جامع الصغیر ص ۱۵۲

دے تو قیمت کا ذمہ دار ہو گا۔" (۱) اور اسی پہلی عبارت میں بھی صاف لکھا ہے کہ دعوتِ ولیمہ یا دعوتِ طعام پر راگ یا کھیل تماشہ سن لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ بات بعید از قیاس ہے کہ اختیاری امر میں کسی حرام کا ارتکاب جائز ہو جائے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ علامہ شوکانی اور صدیق حسن خاں کے بیان کے مطابق امام اعظمؒ اور امام احمدؒ سے موسیقی کی حرمت کا کوئی واضح قول ثابت نہیں۔ رہا امام صاحب کا یہ فرمانا کہ "ابتلیت" (میں پھنس گیا تھا) تو یہ طبعی نفرت کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ لیکن کوئی آدمی اگر کسی مباح سے طبعی طور پر نفرت کرے تو مباح حرام نہیں ہو جاتا۔

رہے امام مالک بن انسؒ تو ان کے متعلق علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

"رویانی نے قفال سے روایت کی کہ مالک بن انس گانے بجانے کو مباح سمجھتے تھے (۲)۔"

فقہاء میں سے بعض کا ذکر کرتے ہوئے امام شعرانی لکھتے ہیں:

"شریف ابو محمد ہاشمی سے گانا سننے کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہوں؟ ہاں میں نے اپنے شیخ ابوالحسن تمیمی کے دولتکدے پر دیکھا کہ شیخ المالکیہ ابوبکر ابہری، شیخ الشافعیہ ابوالقاسم دارکی، شیخ الحدیث طاہر بن حسین، شیخ الواعظین والزاہدین ابوالحسن بن شمعون، شیخ المتکلمین ابن مجاہد، علامہ ابوبکر باقلانی اور شیخ الحنابلہ ابوالحسن نے ایک آدمی کو گانے کے لیے کہا۔ اس نے ایک غزل گائی جس کے چند شعر یہ ہیں:

خطت انا ملہا فی بطن قرطاس | رسالۃ بعبیر لا بانقاس
ان زر وقیتک بی من غیر محتشم | فان حبک لی قد شاع فی الناس
وکان قولی لمن ادّی رسالتہا | قف لی لاسعیٰ علی العینین والراس

---

(۱) ہدایہ باب الغضب (۲) نیل الاوطار ج ۸، ص ۱۰۱

(محبوبۂ دل نواز نے اپنی حسین انگلیوں کو حرکت دے کر عبیر کی مخلوط خوشبو سے کاغذ کے پرزے پر لکھا "میں تم پر نثار ریجھے بے کھٹکے ملو کیونکہ تمہاری محبت کے چرچے اب دل سے نکل کر لوگوں کی زبانوں پر آ گئے ہیں۔" میں نے خط پڑھا اور قاصد سے کہا ذرا رکنا میں سر آنکھوں کے بل چلوں گا۔)

شریف ہاشمی نے کہا ان لوگوں کو غنا سنتے ہوئے دیکھ کر میں کیونکر اس کے مخالف فتویٰ دے سکتا ہوں کیونکہ یہ عراق کے وہ مشائخ ہیں کہ اگر ان سب پر چھت گر جائے تو تمام عراق میں کوئی فتویٰ دینے والا باقی نہ رہے گا۔ یعنی اگر وہ مر جائیں تو کوئی ایسا آدمی باقی نہ رہے گا جو کسی معاملہ میں فتوےٰ دے سکے۔"(۱)

امام عزالدین بن عبدالسلام اور دمشق کے شیخ اور مفتی شیخ تاج الدین فزاری دف اور شہنائی کے ساتھ گانا سنتے تھے۔(۲) ہم بخوفِ طوالت باقی فقہاء کے نام حذف کرتے ہیں اور شیخ محمد بن احمد مغربی کی یہ عبارت نقل کر کے "سماع اور فقہاء" کی بحث ختم کرتے ہیں۔

"جس کے اندر ذوقِ سلیم، وسیع المشربی اور دردِ دل ہو وہ موسیقی سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اور جو اسے حرام کہتا ہے وہ گدھا ہے کیونکہ اس کی حلت پر اجماع امت ہے۔ اس کی ایک دلیل تو عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن زبیر کا عمل ہے۔ اور علی المرتضیٰؓ اور امیر معاویہؓ کے عہد میں صحابہ میں سماع عام طور پر رائج تھا مگر کسی نے اس کے خلاف کچھ بھی نہیں کہا۔ لہذا اسے "اجماع سکوتی" سمجھنا چاہیے۔"(۳)

---

(۱) لطائف المنن، ج ۲، ص ۱۰۷

(۲) "فرح الاسماع" مصنفہ محمد بن احمد مغربی تونسی، ص ۱۲، ۱۶۔

(۳) فرح الاسماع۔